ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم ثانی

(۳)

(از جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

آگے فرماتے ہیں۔

"پس اول مقدم ایں است کہ اں صاحب بذات خود مستعد محنت کشی وملک گیری شوند"

آپ کے سامنے فتنے اٹھ رہے تھے، سکھوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی اور بادشاہ کا تغافل بڑھا ہوا تھا ایک دن خود دربار میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔

" بہ تنبیہ آنہا (فرقۂ سکھاں) باید پرداخت کہ فلاح دینی و دنیوی در ضمن آں است"

سکھوں کی چیرہ دستیاں انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ دہلی کے علماء کے خاندان ہراساں و پریشان تھے بڑے بڑے خاندانوں کو عزت وناموس کا خطرہ تھا شاہ عبدالعزیز نے اپنے چچا شاہ اہل اللہ کو ایک خط میں لکھا۔

ایام برد اتت فالقلب منخیرع — من قوم سکہ دان الخوف معقول

سردیوں کا موسم آگیا اور دل پریشان ہے — سکھ قوم سے اور دل کا یہ اندیشہ معقول ہے

تذکرہ شاہ ولی اللہ میں مولوی رحیم بخش دہلوی نے پورا خط نقل کیا ہے اس عہد کے

علماء کی سعی تھوڑی بہت مرزا نجف خاں کے ہاتھوں پوری ہوئی جس کی تفصیل پہلے آچکی ہے

شعرا کا جمگھٹا | دہلی میں ان دنوں اردو شاعری شباب پر تھی آئے دن مشاعرے ہوتے میر تقی میر کے یہاں مشاعرہ ہوتا اس کے بعد میر ممنون نے اپنے یہاں شعر و شاعری کی محفل جمائی مگر مرہٹہ گردی نے صحبتوں کا لطف اٹھا دیا تھا۔

دلی کی شعر و شاعری کی سبھا کا اجاڑ | دلی میں جاٹ گردی نے امرا تو امرا ارباب فضل و کمال کو بھی چین نہ لینے دیا۔ کوئی مرشد آباد و عظیم آباد گیا کوئی دکن پہنچا جن میں دوڑ کی سکت نہ تھی وہ فرخ آباد اور فیض آباد سدھارے

نواب شجاع الدولہ کو محمد اسحق خاں شوستری کی بیٹی امۃ الزہرا بیگم جو محمد شاہ بادشاہ کی منہ بولی بیٹی تھیں ان کی سیر چشمی سے آدھی دلی ادھر کھنچ گئی مرزا جواں بخت جو لکھنؤ گئے کچھ شعرا ان کے پاس پہنچے مرزا سلیمان شکوہ کا لکھنؤ میں دوسرا دربار تھا دلی سے جو جاتا ان کے خوان کرم کا مہمان رہتا۔

علامہ سراج الدین علی خاں آرزو دلی سے لکھنؤ چلے گئے نواب سالار جنگ کے یہاں دن گذارے میر غلام حسین ضاحک نے فیض آباد جا بسایا میر سوز اور مرزا رفیع سودا دلی کا اکھڑا رنگ دیکھ کر فرخ آباد گئے وہاں نواب مہربان خاں رند نے ہاتھوں ہاتھ لیا

"جب وہاں کا کھیل بگڑا تو فیض آباد پھر لکھنؤ آ گئے"

میر محمد تقی میر نے جاٹ گردی سے گھبرا کر وطن اکبر آباد چھوڑا کچھ عرصہ دلی میں خوش وقتی سے بسر کی بقول صاحب گل رعنا وضعداری نے مدتوں ان کو دلی سے نکلنے نہ دیا آخر کب تک وہ گھبرا کر لکھنؤ چلے گئے پھر شیخ غلام ہمدانی مصحفی۔ میر ولی اللہ محب

میر غلام حسین پرشتہ۔ میر انشاء اللہ خاں انشاء اور جرأت بھی لکھنؤ پہنچ گئے۔ مرزا فتیل جو ذوالفقار الدولہ نجف خاں کے ساتھ شل ساٹھ کے تھے اُن کے مرنے پر دلی سے منہ موڑ گئے غرضکہ دلی کی شعروشاعری کی سبھا اُجڑ گئی۔

علمی دور | شاہ عالم کا ابتدائی زمانہ دلی سے باہر گذرا عالمگیر ثانی کا عہد تھا گو طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا امن چین کہاں مگر علمی ترقی بالخصوص دینیات کی وسعت پذیر تھی حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادگان علمی بساط بچھاتے ہوتے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز شاہ عبدالقادر کی درسگاہیں رونق پر تھیں اقطاعِ ہند سے طالبان علم حدیث وقرآن آکر فیض یاب ہورہے تھے قال اللہ وقال الرسول کی گرم بازاری تھی یہی زمانہ تھا۔ حضرت شاہ فخر الدین دکن سے دلی آئے تو اجمیری دروازہ کے باہر امیر غازی خاں فیروز جنگ کے مدرسہ میں درس دینے لگے علوم معقول کے ساتھ حقائق ومعارف کے دریا بہائے

"سینہ ہا ئے گنور حقائق و دلہائے معادن معارف گشت خفتگان بیدار

دلے ہوشیار گشتند و بے خبراں با خبر و بے اثراں با اثر گردیدند[۱]

آپ کے شاگرد مولانا سید احمد بھی درس دیتے تھے میر بدیع الدین حضرت شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی آپ کے شاگردوں میں نامور تھے۔

غرضکہ ملکی بدامنی اور اخلاقی پستی کے زمانہ میں بھی علماء درس وتدریس میں مشغول تھے مخالف ہوا تیز وتند لیکن یہ لوگ اپنا چراغ جلا رہے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے اپنے عہد کے علمی چرچوں کا اس طرح ذکر کیا ہے

بِہَا مَدَارِسُ لَوْ طَافَ الْبَصِیْرُ بِہَا ۔۔۔ لَمْ یُفْتَحْ عَیْنُہٗ اِلَّا عَلَی الصُّحُفِ

[۱] مناقب فخریہ۔

جس طرف نکل جائے اس میں مدارس نظر آئیں گے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری ہوگا

حضرت شاہ فخر الدین اور حضرت شاہ مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ علم طریقت کی بساطیں بچھائے ہوئے تھے۔

ان درسگاہوں نے کثرت سے علما پیدا کر دیے اور یہاں سے کامیاب ہو کر جہاں گئے وہاں علم کی ترویج کی۔ شاہ عالم کے عہد میں اردو میں قرآن مجید کے ترجمے ہوئے شاہ عبد القادر شاہ رفیع الدین حکیم شریف خاں کی سعی سے مشکور ہوئے شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ نے ڈہائی پارہ کی تفسیر فارسی میں لکھی۔

فصوص الحکم کا ترجمہ اردو میں کلیم دہلوی نے کیا۔[۱] الٰہی بخش اکبر آبادی نے ایک کتاب اردو میں لکھ کر بادشاہ کے نذر کی۔ اس عہد میں اردو میں کثرت سے کتابیں لکھی گئیں۔

علمائے کرام | حضرت شاہ فخر الدین ابن شاہ نظام الدین اورنگ آبادی نبیرۂ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، والدہ سیدہ بیگم حضرت سید محمد گیسو دراز کی پوتی تھیں ۱۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے مولانا محمد میاں محمد جان مولوی عبد الحکیم سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی بیعت اپنے والد سے فرمائی وہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے مرید تھے ۱۱۶۰ھ میں دلی آئے اور مدرسہ امیر غازی الدین خاں فیروز جنگ میں درس و تدریس میں لگ گئے اس کے علاوہ رشد و ہدایت کی محفل الگ جمنے لگی بڑے پایے کے بزرگ تھے، ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو وصال ہوا تاریخ گفت ہاتف خورشید دوجہانی ۱۱۹۹

---

[۱] تذکرہ شعرا میر حسن [۲] تذکرہ ہمیشہ بہار نصر اللہ خاں قمر

حضرت مظہرجان جاناں ابن مرزا جان دہلوی - شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے حدیث پڑھی تیس برس تک مشائخ نقشبندیہ سے کسب کمال کیا شعر و شاعری میں صاحب کمال تھے فارسی میں بیس ہزار اشعار میں سے ایک ہزار اشعار کا دیوان ہے جو خریطہ جواہر سے کم نہیں اردو میں غزلیں اور اشعار کافی ہیں۔ ساتویں محرم ۱۱۹۵ھ کو ایک ایرانی نے مرزا نجف خاں کے اشارہ سے ان کے قرابین ماری دسویں کو وصال ہوا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ عمری دہلوی نے باپ سے جملہ علوم حاصل کئے سن پیدائش ۱۱۵۹ھ ہے اور وفات کا ۱۲۳۹ھ تفسیر فتح القدیر تحفہ اثنا عشریہ بستان المحدثین یادگار سے ہیں

حضرت شاہ رفیع الدین ابن شاہ ولی اللہ العمری قدس سرہٗ کا قرآن مجید کا اردو ترجمہ اور چند تصانیف یادگار سے ہیں ۱۲۳۳ھ میں انتقال کیا۔

حضرت شاہ عبدالقادر ابن شاہ ولی اللہ نے تمام عمر اکبرآبادی مسجد میں گذار دی موضح القرآن ۱۲۰۵ھ میں لکھی تینوں بھائی درس و تدریس میں تمام عمر لگے رہے بعمر ۶۳ سال ۱۲۳۰ھ میں وصال ہوا مہندیوں میں دفن ہیں۔

حافظ فخرالدین محدث نبیرۂ شاہ عبدالحق محدث دہلوی محمد شاہی عہد کے بزرگ تھے عمر کا بقیہ حصہ شاہ عالم کے عہد میں گذرا بڑے فاضل اور عالم اجل تھے۔ صحیح مسلم کی شرح فارسی میں لکھی اور عین العلم اور حصن حصین کی شرحیں یادگار سے ہیں تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام ابن حافظ فخرالدین دہلوی فقیہ فاضل محدث کامل مفسر متبحر علامہ عصر تھے علوم اپنے والد شارح صحیح بخاری فارسی سے تحصیل کیے

لہ مناقب فخریہ وگل رعنا وغیرہ

مسند افتا پر متمکن ہو کر مثل اپنے اجداد کے نشر علوم میں لگ گئے تصانیف میں کمالین حاشیہ تفسیر جلالین۔ محلی شرح موطا ترجمہ فارسی صحیح بخاری ترجمہ فارسی شمائل ترمذی مشہور ہیں ۱۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا

مفتی محمد ولی بن مفتی محمد امان بن ابو سعید سعید صاحب بحر الحقائق بن مفتی علیم اللہ بن مفتی عبید اللہ برادر ملا وجیہہ الدین گوپاموی مؤلف فتاویٰ عالمگیری۔ ملا معز الدین داماد ملا محمد صالح ہرگامی جد مولانا فضل امام خیر آبادی کے واسطے تذکرہ علمائے اودھ میں ہے

"او بنور علم و دانش در اطراف و اکناف عالم بغایت مشہور ماند و مہارتش در علم فقہ و حدیث ضرب المثل جمہور علما نزدیک و در در مدرسہ پدر بزرگوار خویش پیوستہ بافادہ قیام می نماید در عہدہ افتا بعد وفات پدر ممتاز شدہ

فتاویٰ یادگار سے ہے۔

پورب میں آپ کے اجداد اور محب اللہ بہاری اور غلام یحییٰ بہاری سے علم پھیلا بنگال اور مدراس میں قاضی حکیم علی بن قاضی مبارک شارح سلم و دیگر علماء گوپاموی قاضی مجتبیٰ علیخاں بہادر افضل العلماء قاضی ارتضا علی خاں بہادر علامہ عبد العلی بحر العلوم سے حضرات سے علم پھیلا اور خوب پھیلا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کی اولاد کے ذریعہ تمام ہندوستان میں علوم کی اشاعت ہوئی۔ مگر عجب اتفاق ہے کہ یہ خاندان اور شاہ محمد افضل محب اللہ ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ بلگرام میں عبد الجلیل اور غلام علی آزاد یہ سب خاندان دو تین پشت سے آگے نہ چلے یعنی وہ علمی حیثیت برقرار نہ رہی لیکن بحر العلوم کا خاندان اور مفتیان گوپاموے دو سو برس تک ایک حیثیت پر قائم رہا اور سیکڑوں علماء فضلا پیدا ہوئے مفتی محمد ولی کے صاحبزادہ قاضی محمد اسمٰعیل مدراس

میں قاضی القضات اور "نکات تفسیر فارسی" کے مؤلف تھے مفتی محمد ولی کا انتقال ۱۹ ر شوال ۱۲۱۰ھ کو ہوا۔[1]

قاضی احمد علی سندیلوی ابن سید فتح محمد شاگرد و داماد مولانا حمد اللہ سندیلوی

"دانشمند متبحر کثیر الدرس والتصانیف ذکی و ذہین بود از پیشگاہ سلاطین دہلی بعہدۂ قضائے قصبہ سندیلہ عز امتیاز داشت"[2]

ان کی تصنیفات میں حاشیہ میر زاہد رسالہ و حاشیہ میر زاہد ملا جلال میر زاہد شرح مواقف و شرح سلم العلوم مشہور و معروف ہیں ۲۲ ہجری کے اواخر میں انتقال کیا مولوی حیدر علی سندیلوی مولانا حمد اللہ کے خلف رشید اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں والد خود اور قاضی احمد علی کے شاگرد تھے عمر کا بڑا حصہ باپ کے ساتھ دہلی میں گذارا آخری عمر میں وطن چلے گئے درس و تدریس جاری کیا۔ مشاہیر علماء افضل العلماء قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی مولوی دلدار علی مجتہد لکھنوی مولوی نور اللہ فرنگی محلی و قاضی جلال الدین آسیونی سے شاگرد تھے حاشیہ میر زاہد رسالہ و تعلیقات میر زاہد ملا جلال علمی یادگار چھوڑیں۔ ۲ ر رجب ۱۲۲۵ھ کو انتقال ہوا۔

مولوی عبد الحیٔ دہلوی شاگرد و داماد مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی

"در فقہ حنفی دستگاہے کامل داشت"

رسالہ نکاح ایامی و فتاوی متفرق تالیف سے ہیں ۸ ر شعبان ۱۲۴۳ھ کو وفات پائی۔

قاضی ثناء اللہ عثمانی نبیرہ شیخ جلال الدین کبیر پانی پتی ۷ سال کی عمر میں قرآن مجید اور ۱۶ سال کی عمر میں علوم معقول و منقول کی تکمیل کی فقہ اور اصول میں مجتہدانہ درجہ حاصل تھا تیس سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں کتب حدیث کی سند حضرت شاہ ولی اللہ سے

---

[1] آثار علماء [2] تذکرہ علماء ہند۔

حاصل کی تفسیر مظہری جس کو اپنے پیر طریقت مرزا مظہر شہید کے نام سے لکھی ۱۲۲۵ھ میں وصال ہوا۔

ملا عبدالعلی بحر العلوم بن ملا نظام الدین سہالوی نے سترہ برس کی عمر میں تحصیل علوم عربیہ سے فراغت پائی لکھنؤ سے شاہجہاں پور گئے حافظ الملک حافظ رحمت خاں باعزاز و اکرام اپنے پاس رکھا یہاں درس کا سلسلہ شروع کیا ان کی شہادت کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے رام پور بلالیا کچھ عرصہ رہے دلی آئے حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمت میں سگئے آپ نے ہی بحر العلوم کا خطاب دیا نواب والا جاہ محمد علی فاروقی گوپا موی رئیس کرناٹک نے خرچ بھیجکر مدراس بلوالیا۔ جب آپ مدراس پہنچے تو تزک و احتشام سے استقبال کیا گیا خود والا جاہ نے پالکی کو کندھا دیا اور دربار میں اپنی نشست پر جگہ دی عالیشان مدرسہ بنوا کر آپ کے سپرد کیا اور ملک العلماء کا خطاب دیا۔ کثیر المقدار کتب ارکان اربعہ در اصول فقہ حاشیہ بر میر زاہد رسالہ حاشیہ بر حاشیہ زاہدیہ بر شرح تہذیب جلالیہ۔ حواشی ثلاثیہ بر حاشیہ زاہدیہ امور عامہ جدیدہ و قدیمہ۔ شرح سلم مع حاشیہ منیہہ۔ عجالہ نافعہ فواتح الرحموت۔ شرح مسلم الثبوت۔ تکملہ بر شرح ملا نظام الدین بر تحریر ابن ہمام تنویر الابصار شرح فارسی منار حاشیہ بر شرح صدر شیرازی۔ شرح مثنوی مولانا روم۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ محمد علی والا جاہ امورات ملکی میں آپ سے مشورہ لیا کرتا ۸۳ برس کی عمر میں ۱۲ رجب ۱۲۳۵ھ کو وفات ہوئی۔

حکماء علامہ حکیم شریف خاں دہلوی شاہ عالم کے سرکاری طبیب تھے شفاء الملک کا خطاب تھا۔ عجالہ نافعہ۔ تالیف شریفی۔ علاج الامراض۔ حاشیہ نفیسی۔ حاشیہ شرح اسباب۔ ترجمہ فارسی مشکوٰۃ المصابیح۔ ترجمہ اردو کلام مجید یادگار سے ہے۔ ۱۲۳۱ھ کو وفات ہوئی۔